

نمازیں

نفل کے نپے شائع رکھنا

تخصیص الطہور

حضرت علامہ الحاج الحافظ

قدس سرہ

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

بسم الله الرحمن الرحيم







بسم الله الرحمن الرحيم

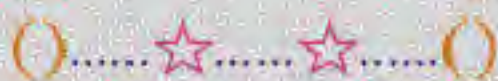
الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

## نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا

مکتبہ القیوم

محسن المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ





بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى سيدنا محمد بن المصطفى وعلى آله واصحابه  
اولى التقى والنقى۔

**اما بعد!** احناف کے نزدیک نماز میں مرد کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ اور غیر مقلدین عورتوں کی طرح سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں جو سراسر غلط اور خلاف سنت ہے بلکہ بدعت ہے خیر القرون سے لے کر تا حال کسی کا مذہب نہیں۔ سوائے ان غیر مقلدین کے۔ صحاح ستہ کی نمبر سوئم کی صحیح ترمذی شریف میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

على هذا عندا هل العلم من اصحاب البنى صلى الله عليه وآله وسلم و التابعين و من بعدهم  
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یرون ان یضع الرجل یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ و رای بعضهم ان یضع  
فوق السرة و رای بعضهم تحت السرة و کل ذلك واسع عندهم

اس پر عمل ہے علماء اور تابعین اور من بعدہم کا جانتے ہیں کہ آدمی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے نماز میں اور بعضوں کی رائے ہے کہ ناف کے نیچے رکھے اور سب واسع ہے نزدیک علماء کے۔ اگر وضع الصدور بھی کسی کا مذہب ہوتا تو امام ترمذی اس کو بھی نقل کرتے جیسا کہ اور مذہب نقل کیے ہیں اور وضع کا حصرو مذہب میں نہ کرتے۔ اس سے واضح ہوا کہ وہابیوں غیر مقلدین کا سینے پر ہاتھ باندھنا بدعت ہے۔ اس مسئلہ کی توضیح کیلئے فقیر نے چند دلائل پیش کئے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی حبیبہ الکریم۔

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ۔

بہاولپور۔ پاکستان



## ﴿باب اول﴾ ﴿دلائل احناف﴾

### حدیث نمبر ۱

عن وائل ابن حجر قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم وضع يمينه على شماله تحت السرة رواه ابن ابى شيبه بسند صحيح ع رجاله ثقات۔

﴿ترجمہ﴾ حضرت وائل ابن حجر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ناف کے نیچے۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے نقل کی اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

### حدیث نمبر ۲

ابن شاہین نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے کہ

قال ثلث من اخلاق النبوة تعجيل الافطار و تاخير السحور و وضع الكف على الكف تحت السرة۔

﴿ترجمہ﴾ تین چیزیں نبوت کی علامات میں سے ہیں۔ افطار میں جلدی کرنا۔ سحری میں دیر کرنا۔ نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

### حدیث نمبر ۳

ابوداؤد و شریف (نحو ابن اعرابی) میں حضرت ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔

قال ابو وائل اخذ الكف على الكف في الصلوة تحت السرة۔

﴿ترجمہ﴾ ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہیے۔

### حدیث نمبر ۴

دارقطنی اور عبد اللہ ابن احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ان من السنة في الصلوة وضع الاكف وفي رواية وضع اليمين على الشمال تحت



السرة۔

**ترجمہ** ﴿ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور ایک رویت میں ہے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے۔

**حدیث نمبر ۵**

ابوداؤد (تخا بن اعرابی) احمد۔ وارقطنی اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ۔

انه قال السنة وضع الكف على الكف تحت السرة۔

**ترجمہ** ﴿ ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

**حدیث نمبر ۶**

زین نے حضرت ابی ضحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ۔

ان علينا قال السنة وضع الكف في الصلوة و يضعهما تحت السرة۔

**ترجمہ** ﴿ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت یہ ہے کہ ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔

**حدیث نمبر ۷**

امام محمد نے کتاب الآثار شریف میں ابراہیم نخعی سے روایت کی۔

انه كان يده اليمسني على يده اليسرى تحت السرة

**ترجمہ** ﴿ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

**حدیث نمبر ۸**

قال يضع يمينه على شماله تحت السرة۔

**ترجمہ** ﴿ آپ نے فرمایا کہ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

**حدیث نمبر ۹**

ابن حزم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

انه قال امن اخلاق النبوة وضع اليمين على الشمال تحت السرة۔



**ترجمہ** ﴿ آپ نے فرمایا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا نبوت کے اخلاق میں سے ہے۔

### حدیث نمبر ۱۰ ﴿

ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حجاج ابن حسان سے روایت کی۔

قال سمعت ابا مجلز و سالتہ قلثہ کیف یضع قال یضع باطن کفہ بيمينہ علی ظاہر

کف شمالہ و يجعلها اسفل من السرة اسنادہ جيد و رواہ

**ترجمہ** ﴿ میں نے ابومجلز سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کیسے رکھے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی

ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے ناف کے نیچے، اس کی اسنا و بہت قوی ہے اور سارے راوی ثقہ ہیں۔

### ﴿ فائدہ ﴾

اس کے متعلق اور بہت حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ صرف ان پر اکتفاء کرتا ہوں۔

### ﴿ انتباء ﴾

اگر کسی کو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق ہے تو اس کے لئے ہم نے احادیث کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور بعض ان میں سے اس طرح صحیح مرفوع جیسے بخاری وغیرہ کی۔ اگر کوئی کتاب پر سنت ہے تو اسے یقین ہو کہ یہ عشق جہنم میں لے جائے گا اور ویسے سیبہ پر ہاتھ رکھنے کی روایات اس کی محبوب کتاب (بخاری وغیرہ) میں بھی نہیں اور جو ہم نے احادیث پیش کی ہیں یہ کتابیں امام بخاری کے اساتذہ کی ہیں۔ سچا عشق ہے تو مان لو ورنہ ضدی کا علاج ہمارے ہاں نہیں ہے۔

### ﴿ باب نمبر ۲ ﴾

### سوال و جواب

غیر مقلدین کے پاس سینہ پر ہاتھ باندھنے کی صحیح روایت صحاح ستہ کی تین صحیح ترین کتب بخاری، مسلم اور ترمذی میں نہیں ملیں۔ اس سے ان کا یہ دھوکا سامنے آ گیا کہ اہلسنت عوام کو کہتے ہیں کہ ہم صرف بخاری کی صحیح حدیث چاہتے۔ اس کے علاوہ انہیں کسی دوسری احادیث کی کتب سے بھی صحیح مرفوع حدیث نہیں ملی صرف ابوداؤد پر غلط سہارا کیا تو وہ بھی ہم نے توڑ دیا۔ اب حدیث کے عشق کا حق یہ تھا کہ جو روایت ہم نے پیش کی ہیں سنداً صحیح بھی ہیں اور بعض ان میں ضعیف ہیں تو بقاعدہ اصول حدیث حسن بغیرہ ہیں لیکن اس کے برعکس سوالات کھڑے



کئے اور وہ بھی لو لے لنگڑے۔ یا کسی حدیث سے استدلال کیا تو غلط۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

**سوال ۱** ﴿ابوداؤد شریف﴾ میں ابن جریر حلبی نے اپنے والد سے روایت کی۔

**قال رائت علیا یمسك شماله بيمينه علی الرسغ فوق السرة**

**ترجمہ** ﴿میں نے حضرت علی المرتضیٰ کو دیکھا کہ آپ نے بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ سے کلائی پر پکڑا ناف کے اوپر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے تھے۔

**جواب ۱** ﴿غیر مقلدین کی عادت ہے کہ روایت ادھوری نقل کرتے ہیں۔ یہاں بھی حدیث مکمل نہیں لکھی اس کے بعد مفصل یہ ہے (نسخہ ابن اعرابی) میں روایت یوں ہے۔

**قال ابوداؤد وروی عنه سعید ابن جبیر فوق السرة وروی عن ابی ہریرة و لیس بالقوی۔**

**ترجمہ** ﴿ابوداؤد نے فرمایا کہ سعید ابن جبیر سے ناف کے اوپر کی روایت ہے ابوجہاد نے ناف کے نیچے کی روایت کی۔ ابی ہریرہ سے بھی یہ روایت ہے مگر یہ کچھ قوی نہیں۔

**﴿انتباء﴾**

زیر تاف یا ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کی احادیث مروجہ ابوداؤد کے نسخوں میں نہیں ابن اعرابی والے ابوداؤد کے نسخوں میں موجود ہیں جیسا کہ حاشیہ ابوداؤد میں اس کی تصریح ہے۔ اسی نسخے سے فتح القدیر نے روایت کیس۔

بہر حال وہابیہ کی پیش کردہ ابوداؤد کی حدیث میں تعارض واقع ہو گیا۔ اور ان تمام متعارض روایتوں کو خود ابوداؤد نے ضعیف فرمایا۔ تعجب ہے کہ غیر مقلدین ابوداؤد کی ضعیف حدیث سے استدلال کریں تو جائز اگر ہم کسی حدیث سے استدلال کریں جو ضعیف ہو لیکن اس کی کسی دوسری حدیث سے تائید مل جائے اور وہ حسن گیرہ کا درجہ پا جائے تب بھی ناجائز اسے کہتے ہیں سینذوری یا **”يجوز لنا لا بغرنا“** ہمارے لئے دوسروں کے۔

**جواب ۲** ﴿غیر مقلدین نے سوال میں ضعیف حدیث پیش کی ہے۔ ہم نے اس کے مقابلہ میں ایک اور



روایت پیش کردی تو با قاعدہ علم المناظرہ ان کی پیش کردہ روایت قابل حجت نہ رہی پھر ایک اور قاعدہ پر عمل کیا گیا وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حدیث میں تعارض ہو تو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ زیر ناف والی حدیث قابل عمل ہوں۔ کیونکہ سجدہ، رکوع، التحیات کی نشست سب میں ادب ملحوظ ہے تو چاہیے کہ قیام میں بھی ادب ہی کا لحاظ رہے۔ زیر ناف ہاتھ باندھنا ادب ہے۔ سینے پر ہاتھ رکھنا بے ادبی گویا کسی کو کشتی کی دعوت دینا ہے۔

**جواب ۳** یہ صرف غیر مقلدین کی ضد توڑنے کیلئے قاعدہ نمبر ۱-۲ عرض کیا ہے۔ ورنہ ہم نے جواب اول میں روایت پیش کی ہیں۔ ان میں بعض تو سنداً صحیح ہیں اور بعض مرسل ہیں جو شرعاً قابل حجت ہیں۔ اگرچہ صحاح ستہ میں نہ سہی تو ہم اہلسنت احادیث کے عشاق ہیں۔ جبکہ غیر مقلدین بخاری پرشت یا صحاح ستہ پرست۔ ورنہ اس کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف یہ فرمایا۔

**درای بعضهم ان يضعها فوق السرة وراى بعضهم ان يضعها تحت السرة وكل ذلك واسع عندهم۔**

**ترجمہ** امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو سینے پر ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث ملتی تو نقل فرما لیتے۔ صرف علماء کی رائے کا ذکر نہ فرماتے۔

**انتباہ** امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک تو کسی مجتہد کا مذہب نہیں کہ سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھی جائے بعد کو نامعلوم یہ مذہب کس کا ہے بلکہ ہمارہ تحقیق یہ ہے کہ غیر مقلدین کی طرح یہ مسئلہ بھی تیرہویں صدی کی پیداوار ہے جو سراسر بدعت ہی بدعت ہے۔ اسی لئے فقیر کی تحقیق حق ہے کہ غیر مقلدین بدعتی ہیں اور ان کے اکثر مسائل مجموعہ بدعات ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب۔ ”وہابی دیوبندی بدعتی ہیں“

**خاتمہ** الحمد للہ ہم اہلسنت (احاف) عشاق حدیث ہیں اور صاحب حدیث حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جہاں بھی صحیح سند کے ساتھ روایت مل جائے اس پر عمل کرتے ہیں وہ چاہے وہ صحیح بخاری ہو یا کوئی اور کتاب۔ غیر مقلدین کی طرح ہم کتاب پرست نہیں کہ صرف اپنے نفس کی اتباع میں کہیں کہ بخاری میں حدیث دکھاؤ یا صحاح ستہ میں وغیرہ وغیرہ۔

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ہم نے متعدد روایات باب اول میں صراحۃً ذکر کی ہیں۔ وہ سندات



کے لحاظ سے صحیح اوت مستند ہیں مثلاً ہماری ایک روایت کی سند ملاحظہ ہو۔  
(مصنف ابن شیبہ۔ أستاذ بخاری و مسلم) کی سند یوں ہے۔

حدثنا و كيع عن موسى بن عمير عن علقمه بن حجر عن ابيه قال رايت النبي صلى الله عليه وآله وسلم وضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة۔

**ترجمہ** ہم نے وکیع سے انہوں نے موسیٰ بن عمیر سے انہوں نے علقمہ بن حجر سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بنی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں دایاں ہاتھ تاف کے نیچے رکھا ہوا تھا۔

یہ حدیث صحیح امام مسلم کی شرائط پر مروی ہے۔ اور اسکے راوی نہایت ثقہ اور جید ہیں۔ مثلاً وکیع ابن جراح سے روایت (بغم الرء و همزا پھر مہملہ) ابوسفیان کوئی ثقہ حافظ عابد سے کبار تاسعہ سے اور موسیٰ ابن عمیر تہمی غمری کوئی ثقہ کبار تاسعہ سے ہے (تقریب) اسی لئے شیخ قاسم قطلوبغا حنفی رحمۃ اللہ نے تخریج احادیث الاختیار میں اس حدیث کی نقل کے بعد فرمایا۔

هكذا سند جيد و كيع احدا اعلام و موسى بن عمير و ثقہ ابو حاتم وری عنه انسائی و علقمه و قد اخراج عنه البخاری فی رفع الیدین و مسلم فی صحیحہ و العلماء الاربعہ و ثقہ ابن حبان۔

**ترجمہ** یہ سند جید ہے۔ وکیع ایک بڑے مشہور علماء ہیں سے ہے اور موسیٰ بن عمیر کو ابو حاتم نے توثیق کی ہے اور انسائی نے اس سے روایت کی ہے اور علقمہ سے بخاری نے رفع الیدین روایت کی ہے۔ اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور علماء اربعہ نے نیز نکالا ہے اور حبان نے اسکی توثیق کی ہے۔

**سوال** تمہاری بیاں کردہ حدیث میں علقمہ شرط مسلم پر نہیں اس لئے کہ علقمہ تو اپنے باپ کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا تھا جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ نے علل کبیر میں لکھا کہ

سالت البخاری هل سمع علقمه عن ابيه قال ولد علقمه بعد موت ابيه بستة اشهر۔

**ترجمہ** میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ کیا علقمہ نے اپنے باپ سے حدیث سنی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ علقمہ تو اپنے باپ کی موت کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا ہے۔



**جواب:** علقمہ بن حجر کو فی صدوق ہیں امام مسلم نے باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری میں علقمہ کی روایت اسکے باپ سے بیان کی ہے امام مسلم کی روایت ملاحظہ ہو۔

حدثنا زهير بن حرب قال نا عفان قال نا همام قالنا محمد بن حجارة قال حدثني عبد الجبار بن وائل عن علقمه بن وائل وهو لي هم انهما اجراهُ عن حجرانه روى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين داخل في الصلوة كبر وصف همام حيال اُذنيه ثم التحف بثوبه اثم وضع يده اليمنى على اليسرى

**ترجمہ:** ہمیں زہیر بن حرب نے حدیث بیان کی انہوں نے فرمایا کہ ہمیں عفان نے بیان کی انہوں نے کہا کہ ہمام نے بیان کی انہوں نے فرمایا کہ ہمیں محمد بن حجارہ نے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں عبد الجبار بن وائل نے علقمہ بن وائل سے بیان کی ان کے مولیٰ سے دونوں وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں کہ وائل نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جب نماز میں داخل ہوئے رفع الیدین اور تکبیر کی ہام نے رفع الیدین کی کانوں تک اٹھانے کا بیان کیا پھر ہاتھوں کو کپڑے میں لپیٹا پھر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔

**فائدہ:** سوال میں سراسر دھوکہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث علی شرط مسلم پر نہیں جبکہ خود امام مسلم نے اپنی سند میں علقمہ کو اپنے باپ سے روایت کی تصریح فرمائی نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تکبیر تحریرہ کے وقت ہاتھ کانوں تک لیجانے چاہیں نہ کہ عورتوں کی طرح کاندھوں تک نہ کہ غیر مقلدین کی طرح عورتوں کے طریقہ پر کہ ہاتھ کاندھوں تک لے جاتے ہیں۔

**جواب:** علل کبیر کا حوالہ غلط ہے اس لئے کہ خود امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ اپنی کتاب ترمذی شریف کے باب ماجاء فی المرأة اذا استکمرت علی الزنا۔ میں علقمہ ابن ایبہ نے حدیث نکالی ہے۔ کہا ہے کہ: هذا حديث حسن غريب صحيح و علقمه بن وائل ابن حجر سمع من ابیه و هو اکبر من عبد الجبار و ایل و عبد الجبار ابن وائل لم یسمع من ابیه۔

**ترجمہ:** یہ حدیث حسن غریب ہے اور علقمہ بن حجر نے اپنے باپ سے حدیث سنی ہے اور یہ علقمہ عبد الجبار بن وائل سے بڑا ہے ہاں عبد الجبار بن وائل نے اپنے سے حدیث نہیں سنی۔



**﴿فساد مذہ﴾** ممکن ہے کہ علل کبیر میں عبد الجبار کے علقہ کاتبین نے لکھ دیا ہو کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صحیح ترمذی میں علقہ عن ابیہ سے سند بیان کریں اور علل کبیر میں اسے چھ ماہ بعد کو پیدا ہونے والا بتائیں ہمارے جیسے عام آدمیوں سے تو ایسی غلطی ممکن ہے۔ اپنے بڑے امام حدیث سے غلطی کے امکان کا تصور ہی نہیں ہو سکتا جبکہ امام ترمذی کے قوت حافظہ کا مخالفین کو بھی اعتراف ہے۔

**﴿لطیفہ﴾** لفظ غریب سے شاید کوئی بے وقوف یہ بول اٹھے کہ پھر بھی یہ حدیث غریب (کمزور) ہے نہ۔ تو اس بے عقل کو سمجھا دیں کہ یہاں غریب بمعنی کمزور نہیں جیسا شبلی نعمانی نے سیرۃ النبی میں لکھ مارا۔ بلکہ حدیث غریب امام ترمذی کا ایک اصلاحی لفظ ہے جو باعتبار خصوصی سند کے اسے غریب کہہ دیتے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ حدیث صحیح ہوتی ہے جیسے اسی سند میں دیکھ لیں کہ اس روایت کو غریب کہہ کر صحیح بتایا۔ (نافہم)

### غیر مقلدین کا استدلال

روایت صحیحہ جنہیں غیر مقلدین بھی مانتے ہیں کہ ان میں صرف نماز میں دائیں ہاتھ کا ذکر ہے غیر مقلدین نے از خود اسے سینہ پر ہاتھ رکھنے کی بدعت نکالی ہے ان روایت کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ عن ابی حازم عن سہل بن سعد قال کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعیه فی الصلوۃ وقال ابو حازم ولا اعلم الا یمنی ذلك الیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (رواہ البخاری)

**﴿ترجمہ﴾** ابو حازم سے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو حکم تھا کہ وہ نماز میں اپنا سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھیں اور مجھے معلوم ہے کہ یہ حدیث حضور علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔

۲۔ عن ہلب الطائر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امنا فیما خذ شمالہ بیمینہ رواہ الترمذی وقال حدیث حسن و فی الباب عن وائل ابن حجر و عطیف ابن الحارث و ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ عنہم۔

**﴿ترجمہ﴾** حضرت ہلب بن طاہر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری امامت کرتے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ وغیرہ وغیرہ



﴿**فسائدہ**﴾ اسی طرح دوسری روایت میں (بافتلاف الفاظ) ہے ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔ ان روایات میں ناسینے پر رکھنے کی تصریح ہے نہ ناف کے اوپر نانیچے کا۔ اصول حدیث وغیرہ میں ایسی روایات کو مجمل کہا جاتا ہے جنہیں دیگر روایات اگرچہ ضعیف سہی یا اقوال و اعمال صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان کی ضرورت ہے یا مجتہدین و علمائے رواستخین کے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنی طرف سے ڈھگوسلہ مارنا دین میں تحریف ہے۔

﴿**اہلسنت کا بیڑا پار**﴾ احناف اہلسنت کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ ان اجمالی روایات کا بیان احادیث صحیحہ سے حاصل کیا جس کا تفصیلی بیان گزرا اور دس احادیث باب اول میں فقیر نے لکھیں اور غیر مقلدین کے پاس سوائے دھگوسلہ بازی کے کچھ نہیں۔

﴿**سوال**﴾ صحیح ابن خزیمہ میں سینہ پر ہاتھ رکھنے کی تصریح ہے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے ملا کر سینہ پر رکھا۔

﴿**جواب**﴾ علم الحدیث کا قاعدہ ہے۔ حکایت ”الفعْل لا نَعْم“ فعل کی حکایت عمومی حکم نہیں ہوتا وہ ایک قسم کے جواز کی دلیل ہے۔ اور دلیل جواز سنت نہیں ہمارا سوال تو یہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائمی سنت ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ہے اور مسلمان کو تو نبی علیہ السلام کی سنت چاہیے نہ کہ جواز۔ جواز تو اس لئے ہوتا ہے کہ امت مرحومہ پر وہ عمل واجب نہ ہو جائے۔ جیسے احادیث کے اسرار اور نبوت کے رموز کو جاننے والے جانتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو عبادت مواظبت کے طور پر ادا فرماتے وہ اللہ پاک کو ایسی پسند تھیں کہ امت پر واجب فرمادیتا جیسے تراویح کے متعلق خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اظہار خیال فرمایا اسی لئے آپ کی عادت کریمہ تھی کہ جس فعل کو دائماً رکھنا چاہتے تو اس کے لئے جوازاً دوسری صورت اختیار فرماتے۔ تاکہ وہ جعل و جوب سے بچ کر دائمی سنت بن جائے جیسے یہاں ہوا کہ ایک بار سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز ادا فرمائی اسکے بعد ہمیشہ ہمیشہ تک چھوڑ دیا۔

﴿**فسائدہ**﴾ جو عمل متروک ہو کر دوسرا عمل متعین ہو جائے تو باصطلاح صحابہ وہ فعل بدعت کہلاتا ہے جیسے ماہرین حدیث کو معلوم ہے۔



**سوال** ﴿ جواز تو ثابت ہو گیا تو تم نے اسے ڈھکوسلے سے تعبیر کیوں کیا؟

**جواب** ﴿ جواز فعل اور بات ہے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بات ہے اسی لئے الحمد للہ ہم سنت رسول پر عمل کرتے ہیں اور تم جوازی ہوئے پھر عمل بالحدیث کا تمہارا دعویٰ کہا گیا۔

**قاعدہ** ﴿ جس جواز کو حضور نبی پاک ﷺ ترک فرمادیں وہ عملی طور پر منسوخ ہو جاتا ہے۔ اسکی دلیل کی ضرورت نہیں اسی لیے کتب احادیث میں حضور پاک ﷺ کے بعد کسی کے بھی سینے پر ہاتھ رکھنے نہیں پھر صحابہ کرام تو حضور نبی پاک ﷺ کے سب سے مضبوط ترین عامل بالحدیث تھے۔ ان سے یہ فعل کبھی صادر نہیں ہوا بلکہ ان کا دائمی عمل و قول ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے کا ہے۔ باب اول میں روایات نقل کر چکا ہوں **تماماً** **ماللحق** چند حاضر ہیں۔

ان علیا من سنة الصلوة وضع الاكف على الاكف تحت كسرة رواه ابو بكر ابن ابی شیبہ و ابودائود و الدارقطنی و البیهقی و دزین و جی رواية من السنة وضع الاكف على الاكف تحت السرة رواه ابودائود عن ابی هريرة انه قال وضع الاكف على الاكف تحت السرة رواه ابودائود عن حجاج بن حبان انه قال سالت ابا حنن كيف يضع قال يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله يجعلهما تحت السرة رواه ابن ابی شیبہ **ترجمہ** ﴿ پھر تیسری چوتھی صدی تک اس کا کائی جواز نہیں ملتا کسی نے سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھی ہو۔ امام ترمذی اپنی صحیح ترمذی میں احادیث کی روایات کے بعد اپنے زمانے تک کے مزاہب اور آئمہ اور ان کے اقوال بیان کرتے ہیں تو ان میں صرف تحت السرة و فوق السرة کی تصریح فرمائی سینے پر ہاتھ رکھنے کے متعلق کسی صحابی۔ تابعی اور امام کا نام نہیں لکھا۔ انکی عبادت فقیر پہلے لکھ چکا ہے۔ بلکہ اسکے بعد تا حال کسی کا قولی عمل نہیں سوائے ان وہابیہ غیر مقلدین کے اسی لئے تو میں نے لکھا کہ یہ بدعتی ہیں۔

**قاعدہ** ﴿ صحابہ کرام و تابعین عظام کی عادت تھی کہ جو عمل متروک یا منسوخ ہو جائے اسے بدعت سے تعبیر کرتے اور عامل کو بدعتی اسکی کتب احادیث میں بے شمار مثالیں موجود ہیں اس سے ثابت ہوا کہ وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت متروک ہو چکی جسکی تفصیل اوپر مذکور ہوئی اب اس عمل کو بدعت (ڈھکوسلہ) اور اسکے عاملین کو بدعتی کہنا ہمارا حق ہے۔



**سوال** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سینے پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں تم کہتے ہو کوئی اسکا عامل نہیں جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا آئمہ مجتہدین میں بہت بڑا مقام ہے۔

**جواب** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد حق لیکن متنی برخطاء جیسا کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے علاوہ ازیں امام نووی رحمۃ اللہ نے انکا اس قول سے رجوع ثابت فرمایا ہے۔ چنانچہ شرح مسلم میں ہے کہ

و يجعلهما تحت صدره فوق السرة هذا مذهبنا المشهور و به قال ابو حنيفة و سفيان الثوري و اسحاق بن راهويه و ابو سلق المروزي من اصحابنا يجعلهما تحت سرتة و عن علي ابى طالب روايتان كالمذهبين و رواية انه مخير بينهما ولا ترجيع و بهذا قال الاوزاعي و ابن المنذر و عن مالك روايتان اهدهما و ضعهما تحت صدره و الثانية يرسلهما ولا يضع احدهما على الاخرى۔

فہذہ روایۃ جمہور اصحابہ و ہي مذهب اللیث ابن سعد و عن مالک استجاب لوضع فی النفل والا رسل فی الفرض و هو الذی رجح البصريون و صحابہ۔

**ترجمہ** اور دونوں ہاتھوں کو نیچے سینے کے اور اوپر ناف کے رکھے۔ یہ ہمارا مذہب مشہور ہے اور اس کے قائل ہیں جمہور اور ابو حنیفہ اور ابو سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ اور ابو اسحق مروزی شافعیہ نے کہا ہے کہ نیچے ناف کے دونوں ہاتھوں کو رکھے اور علی ابن ابی طالب سے دور روایات ہیں دو مذہبوں کی طرح اور احمد سے دور روایتیں ہیں دو مذہبوں کی طرح اور روایت تیسری ہے کہ ہمارے مختار ہے درمیان دونوں کاموں کے اور ترجیح نہیں اور اس مذہب کا قائل اوزعی ابن منذر ہے اور مالک سے دور روایتیں ہیں۔ ایک یہ کہ دونوں ہاتھوں کو سینے کے نیچے رکھے اور دوسری یہ کہ دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے اور ایک کو دوسرے پر رکھے اور یہ روایت جمہور اصحاب مالک کی ہے اور یہی مذہب لیث ابن سعد کا ہے اور مالک سے روایت ہے کہ نفل میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا مستحب ہے اور فرض میں چھوڑ دینا اور اسکو بصریوں نے مالکیہ سے ترجیح دی ہے۔

**فائدہ** امام نووی کی تصریح سے ثابت ہوا کہ کسی مجتہد کا مذہب وضع علی الصدور نہیں نہ قبل شافعی نہ بعد بلکہ امام شافعی بھی قول مشہور میں اجماع سے اتفاق رکھتے ہیں اور مذہب صرف ان تینوں امروں میں منحصر ہے۔

وضع یا ارسال وضع یا تحت سرہ یا فوق سرہ۔



**﴿دعوت انصاف﴾** فقیر نے بھرپور دلائل سے ثابت کیا کہ غیر مقلدین کا سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا محض اپنی ڈیڈھ اینٹ کی مسجد کھڑی کرنے کی کوشش ہے۔ اور یہ ایسی بدعتِ سیئہ کے مرتکب ہوئے ہیں جسے اسلاف میں کسی نے قبول نہیں کیا۔ اب حق یہ ہے کہ وہ خود اقرار کریں کہ وہ اہل بدعت (بدعتی) ہیں ورنہ عوام اہل اسلام پر لازم ہے کہ انہیں بجائے اہل حدیث کے دعویٰ کے اہل بدعت نام رکھنے پر مجبور کریں۔

**سوال:** تمہارے بیان کردہ روایت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں ایک راوی۔ **عبدالرحمن ابن اسحاق ابن الحارث الواسطی ابو شبیبہ و یقال کوفی ضعیف من السابعة** ہے اور ضعیف روایت سے حجت کس کی؟

**جواب:** یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن متروک العمل نہیں۔ کیونکہ کوئی حدیث صحیح الاسناد اسکی معارض نہیں تاکہ متروک بنے۔

عبدالرحمن بن اسحاق واسطی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد پیدا ہوا۔ تو اس کا ضعف امام صاحب کے مذہب کی قوت کو مسر نہیں کیونکہ ضعف سند امام صاحب کے بعد پیدا ہوا۔ روایت مذکورہ امام صاحب کو چیلنج سند سے ملی تھی۔

بیان کا مجمل کی قوت میں ہونا واجب نہیں تو حدیث ضعیف مجمل صحیح کا بیان واقع ہو سکتی ہے۔ جیسے خبر واحد مجمل قطعی کے بیان کیلئے صلاحیت رکھتی ہے اور قاعدہ ہے کہ حدیث مروی یا سانیہ ضعیفہ کی وجہ سے ضعف سے نکل کر حسن الثیرہ کے درجہ کو پہنچتی ہے۔

**سوال:** تمہاری پیش کردہ بعض روایات مرسل ہیں اور مرسل روایات ناقابل حجت ہیں۔

**جواب:** یہ بھی وہی غیر مقلدانہ دھوکہ ہے ورنہ اصول حدیث میں واضح دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ۔ مرسل مطلقاً امام اعظم و امام مالک و امام احمد وغیرہ آئمہ کے نزدیک حجت ہے۔

**فی شرح نخبہ الفکر قال المالك في المشهور عنه انه صحيح و ابو حنيفة و طائفة من اصحابه و غيرهم من آئمة العلماء كما حمده في المشهور عنه انه صحيح مجتنب به كل حكي ابن جرير التابعين باسرههم على قبوله و انه لم يات عنهم ولا عن واحد من الائمة بعدهم الى راس سالمائتين الذين هم من القرون الفاضلة المشهور لها من الشارح**



صلعم بالخبرية و بالغ بعض القائلين لقبوله فقواه على السند معلاً بان اسند فقد  
 احالك و من احالك فقد تكفل لك انتهى و فيه ايضاً و قال الشافعي يقبل ان  
 اعتضد بمجيه من وجه آخر الطريق الاولى بان يكون شيونهما مختلفة سواء كان مسداً  
 مرسلأ او اعتضد بان افتى عوام اهل العلم بمعناه اذا كان المر متصفاً من كبار  
 التابعين ليرجح احتمال كون المخذوف ثقتي الامر فان قيل اذا اعتضد بمسند  
 فالمسند هو ولا المرسل قيل ان المرسل اقوى بالمسند و بان به الساقط و صلاحيته لا  
 تحتاج اذا المسند قد يكون ضعيفاً و قيل هما دليلان اذا المسند دليل براسه والمرسل  
 دليل براسه والمرسل دليل براسه و المرسل يعتضد و يصير دليلاً آخر فيترجح بهما  
 الخير عند معارضة خبر اخر ليس له طريق سوى سنده۔

**ترجمہ** ﴿ شرح نخبہ میں ہے کہ مالک سے مشہور ہے کہ مرسل صحیح ہے اور ابو حنیفہ اور ایک اور طائفہ اسکے  
 اصحاب سے آئمہ علماء جیسا کہ امام احمد اس سے بھی مشہور ہے کہ مرسل صحیح صحیح ہے بلکہ ابن جریر نے سب تابعین  
 کے اجماع نقل کی ہے کہ مرسل مقبول ہے اور تابعین سے اور نا کسی امام سے آئمہ من بعد تابعین سے انکا آیا  
 ہے وہ سو برس کے بعد یہ لوگ قرون فاضلہ مشہود لہا بالخمر تین شارع کی جانب سے اور بعض علماء جو مرسل کو قبول  
 کرتے ہیں وہ مرسل کو مستند پر قوی جانتے ہیں بدلیل آنکہ جس نے سند ذکر کر کے اس نے تجھ کو حوالہ دے دیا اور  
 جس نے تجھ کو حوالہ دے دیا پس ضامن تیرا ہو گیا۔

اسی شرح نخبہ الفکر میں ہے کہ شافعی نے کہا کہ مرسل اگر کسی طریق سے تائید کی جاوے تو قبول کی جاتی  
 ہے کہ وہ طریق پہلے طریق سے مبین ہو اس طرح سے کہ شیوخ دونوں کے مختلف ہوں۔ عام اس سے کہ مسند  
 ہو یا مرسل یا قوتہ پاوے اس طرح اس طرح کہ عوام علم موافق معنا اسکے فتوے دیویں جبکہ مرسل کہا تار تابعین  
 سے مروی ہوتا ہے کہ مخذوف کے ثقہ ہونے کا احتمال نفس الامری مرجح ہو جائے اگر اکہیں کہ جب مرسل نے  
 مسند سے قوت پائی تو حجتہ مسند ہے مرسل کی کیا حاجت ہے جواب میں کہا گیا کہ۔ مرسل نے مسند کے ساتھ قوت  
 پائی اور ساقط کا قوی ہونا اس سے ہوا اور احتجاج کث لائق ہوا۔ کیونکہ مسند کبھی ضعیف ہوتی ہے اور کبھی جواب  
 دیا جاتا ہے کہ دونوں مرسل و مسند دلیل ہیں کیونکہ سند دلیل براسہ اور مرسل دلیل براسہ ہے مرسل قوتہ باقی ہے



اور دلیل دیکر بنتی ہے پس خبر ان دونوں کے ساتھ اس خبر پر مسند فقط ترجیح پاتی ہے۔

**خلاصہ جواب** ﴿ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ آئمہ اربعہ متفق ہیں کہ مرسل حدیث قابلِ حجت ہے لیکن غیر مقلدین نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ کسی کی نہیں مانیں گے اپنی ماریں گے تو انہیں یاد ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا۔

من خارق الجماعة مبشرا۔

**جواب ۲** ﴿ یہ بھی اصول حدیث کا مسلم قاعدہ ہے۔

الحديث المورسل المعتضد الفتوى العلماء الاعلام مقدم على الحديث - المعتقد

الخالف عن فتوى الاجماع۔

**ترجمہ** ﴿ وہ حدیث مرسل جو عملائے اسلام کے فتاویٰ سے موید ہو وہ اس حدیث سے مقدم ہے جسے فتاویٰ علمائے کرام سے تائید حاصل نہیں۔

**الحمد للہ!** فقیر نے مسئلہ ہاتھ زیرِ ناف باندھنے کی احادیث صحیحہ اور فتاویٰ آئمہ از قرن اول سے ثابت کر دکھایا اور اصول حدیث کے قواعد و ضوابط کے ساتھ مسئلہ مذکورہ کو موثق کیا۔ لیکن غیر مقلدین کے منشور کہ ساری خدائی ایک طرف ہو تب بھی یہ اپنی ضد نہ چھوڑیں گے۔ اگر کوئی مجبور ہے تو پھر جہاں وہ وہاں یہ۔

وما علينا الا البلاغ المبين و صلى الله على حبيبہ الكريم الامين و على آله و اصحابہ اجمعين

فقط والسلام

الفقير القادري محمد فيض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۰ صفر ۱۴۱۳ھ

بہاولپور پاکستان۔